سب سے بڑا معجزہ

’’لوگ حضورؐ کے پاس آتے اور آپؐ سے کہتے کہ آپ کے پاس اس کا ثبوت کیا ہے کہ آپؐ خدا کے رسول ہیں۔ آپؐ ان کی ان باتوں کو صبروسکون سے سنتے اور ایک تبسم جاں نواز سے ان سے کہتے کہ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔(10/16) میں کہیں باہر سے نہیں آیا کہ تمہیں میرے متعلق کچھ علم نہ ہو۔ میں نے اس دعویٰ نبوّت سے پہلے ایک عمر تمہیں لوگوں میں گزاری ہے۔ کیا تم اس سے اندازہ نہیں لگاسکتے کہ میں اپنے دعویٰ میں سچّا ہوں یا جھوٹا؟ کیا میری زندگی تمہیں یہی بتاتی ہے کہ میں جھوٹا اور فریب کار ہوں؟تم ذرا عقل و فکر سے کام لو اور سوچو کہ جھوٹےکی زندگی ایسی ہی ہوتی ہے؟ اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ یہ وہ معجزہ تھا جس کے سامنے سب کی نگاہیں جھک جاتی تھیں‘‘ (غلام احمد پرویز ۔ بہارِ نو ۔ حضور رسالتمآبؐ کی کہانی ۔ ص ۲۵۲)

افسوس کفارِ مکہ کی نگاہیں تو اس معجزہ کے سامنے جھک گئیں لیکن خود پرویز صاحب کی نگاہیں نہ جھکیں اور انہوں نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اسی دلیل کو رد کردیا۔

سوچو

’’اس کے ساتھ ان سے یہ بھی کہو کہ اِنَّمَآ اَعِظُکُمْ بِوَاحِدَۃٍ ۔ میں تم سے[کو] صرف ایک بات کی نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰہِ مَثْنٰی وَ فُرَادٰی۔ اور وہ یہ ہے کہ تم زیادہ نہیں تو ایک ایک دو دو کرکےاللہ کے لئے کھڑے ہوجاؤ۔ ثُمَّ تَتَفَکَّرُوْا ۔ اور اپنے جذبات سے الگ ہٹ کر جن میں تم اس وقت اندھادُھند بہے چلے جارہے ہو، سوچو غوروفکر کرو۔ اگر تم نے خالی الذّہن ہوکر سوچنے کی کوشش کی تو تم خودبخود اس نتیجہ پر پہنچ جاؤگے کہ مَا بِصَاحِبِکُمْ مِّنْ جِنَّۃٍ (34/46)۔ تمہارا یہ ساتھی پاگل نہیں ہے۔ یہ جو کچھ کہتا ہے، یہ بڑی سمجھ بوجھ کی بات کہتا ہے۔ اس کے ماننے میں تمہارا ہی بھلا ہے۔مَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ۔(15/57) میں تو تم سے اس کا کوئی معاوضہ بھی نہیں مانگتا۔ ‘‘ (غلام احمد پرویز ۔ بہارِ نو ۔حضور رسالتمآبؐ کی کہانی ۔ ص۔۲۵۵،۲۵۴)

پرویز صاحب جس بات کی دوسروں کو نصیحت فرمارہے ہیں خود اسی بات کا انکار کردیا اور ایک ایک دو دو کرکے کھڑے ہوکر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر غور نہیں کیا۔ یہ نہیں سوچا کہ یہ شخص نعوذباللہ پاگل نہیں ہے اور اس کی بات ماننے میں خود پرویز صاحب ہی کا بھلا ہے۔ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ

آدمِ نو کا منتظر زمانہ!

’’مجھے یقین ہے کہ جب قرآن اپنی اصل شکل میں ان ممالک کے ارباب فکرونظر کے سامنے آیا، تو وہ اس کا استقبال آگے بڑھ کر کریں گے۔وہ اپنے غلط تصوّرات اور باطل نظامِ زندگی سے سخت آئے ہوئے ہیں اور کسی جدید نظام کے لئے بے حد مضطرب و بے قرار نظر آتے ہیں۔ مذہب ان کی تسکین نہیں کرسکتا۔بلکہ سچ پوچھئے تو وہ مذہب کے ہاتھوں تنگ آکر ہی زندگی کی کسی نئی شاہراہ کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ اور یہ شاہراہ قرآن کے سوا کہیں سے نہیں مل سکتی۔ کیا عجب کہ اگر ان کے سامنے خدا کا دین اپنی حقیقی شکل میں آجائے تو ***جس آدمِ نو کے انتظار میں زمانے کی آنکھ بار بار اُٹھ رہی ہے***، اس کی نمود وہیں سے ہوجائے۔ میری تو یہ کیفیّت ہے کہ اسی امید پہ بیٹھا ہوں سرِراہ گذر ہجر کی رات ہوئی ہے تو سحر بھی ہوگی۔‘‘ (بہارِ نو ۔ قیامت موجود۔ ص۔231)

تلاشِ حقیقت ۔ یہودی عیسائی علماء کے پاس؟

’’لیکن مکّہ کی انہی گلیوں میں ایک ایسا شخص بھی دکھائی دیتا ہے جو ان میں سے ہوتے ہوئے بھی ان کا نظر نہیں آتا۔ اسے نہ حریمِ کعبہ کی ان ہنگامہ آرائیوں میں کوئی جاذبیّت دکھائی دیتی ہے نہ عکاظ کی رستاخیزیوں میں کوئی کشش۔ وہ ان پڑھ ہے لیکن عیسائی راہبوں اور یہودی عالموں کے پاس جاتا ہے کہ شاید انہی سے حقیقت کا سراغ مل جائے۔‘‘ (بہارِ نو ۔ حضور رسالتمآبؐ کی کہانی ۔ ص۔246)

یہی الزام مستشرقین نبی اکرم ﷺ پر لگاتے ہیں کہ آپؐ نے یہودی اور عیسائی علماء سے سیکھ کر قرآن لکھا۔ ان کی ہمنوائی میں پرویز صاحب بھی یہی بات کررہے ہیں کہ تلاشِ حق میں آپؐ یہودی اور عیسائی علماء کے پاس جایا کرتے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن!

کمر توڑنے والی ذمّہ داریاں!

۔۔۔نبی کی کیفیّت عام لوگوں سے بالکل الگ ہوتی ہے۔اسے نبوّت تو بلامزدومعاوضہ ملتی ہے لیکن اس پر ذمّہ داریاں اس قدر عائد کی جاتی ہیں جن سے اس کی کمر ٹوٹ جاتی ہے۔(وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ۔(64/2-3)‘‘ (بہارِ نو ۔ حضور رسالتمآبؐ کی کہانی۔ ص۔248)

قرآن فہمی کا دعویٰ کرنے والے پرویز صاحب کو یہ علم نہیں کہ اس آیت میں ذمّہ داریاں عائد کرنے نہیں بلکہ اس بوجھ کے اتارے جانے کا ذکر ہے جس نے کمر توڑ رکھی تھی۔ گر ہمیں مکتب و ہمیں ملّا ست کارِ طفلاں تمام خواہد شد

نبی کے بعد کیا ہوتا تھا؟

’’اس مقام پر یہ سوال سامنے آتا ہے کہ جب حضرات انبیاء کرام ؑ ، خدا کا سچّا دین انسانوں کو دے جاتے تھے تو اس کے بعد اس دین کے ساتھ کیا بیتتی تھی کہ بعد میں آنے والے نبی کے وقت، سابقہ نبی کے پیش کردہ دین کی آواز کہیں سے بھی سنائی نہیں دیتی تھی۔ اس نبی کی اوّلین مخاطب (بالعموم) وہی قوم ہوتی تھی جو اپنے آپ کو سابقہ نبی کی متّبع کہتی تھی۔ پھر یہ کیا تھا کہ آنے والا نبی اس قوم کے مسلک کو باطل قرار دیتا تھا اور یہ قوم اس نبی کی دعوت کی اس قدر شدید مخالفت کرتی تھی۔ ہوتا یہ تھا کہ جب ایک نبی دینِ خداوندی دے کر چلا جاتا تو اُس کے بعد اس قوم میں ایسے مفاد پرست لوگ پیدا ہوجاتے جو اس دین کو اپنے خیالات کی آمیزش سے مذہب میں تبدیل کردیتے لیکن لوگوں سے کبھی یہ نہ کہتے کہ یہ ہمارے خیالات ہیں۔ وہ اسی مذہب کو خدا کی سچّی تعلیم کہہ کر پیش کرتے۔ یَکْتُبُوْنَ الْکِتٰبَ بِاَیْدِیْھِمْ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ ھٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ۔ وہ شریعت خود وضع کرتے اور کہتے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔ ایسا کیوں کرتے۔ لِیَشْتَرُوْا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا (2/79)تاکہ اس سے کچھ پیسے کمالئے جائیں۔ چنانچہ اس طرح خدا کا دین مذہب میں تبدیل ہوجاتا۔‘‘ (بہارِ نو ۔ قیامت موجود ۔ص۔218(

اسلام کے ساتھ یہی کچھ ہوا

دین کے ساتھ برادران! جو کچھ اقوامِ سابقہ کے ہاتھوں ہوا تھا وہی کچھ اسلام کے ساتھ بھی ہوا۔اللہ تعالیٰ نے اس دین کو قرآنِ کریم میں مکمّل کیا۔اور حضورؐ نے یہ قرآن امّت کو دے دیا۔ لیکن حضورؐ کی تشریف براری کے تھوڑے عرصے بعد مفاد پرست قوّتوں نے ابھرنا شروع کردیا۔ اس دفعہ پہلے ملوکیّت آئی۔ اس کے ساتھ سرمایہ داری۔اور ان دونوں نے اپنے تحفّظ کے لئے دین کو مذہب میں بدلنا شروع کردیا۔ چنانچہ یہ دین بھی آہستہ آہستہ اسی طرح مذہب میں تبدیل ہوگیا جس طرح سابقہ انبیائے کرامؑ کا لایا ہوا دین تبدیل ہوا تھا۔اس فرق کے ساتھ کہ اس دین کا ضابطہ۔۔قرآنِ کریم۔۔اپنی اصل شکل میں محفوظ رہا، کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمّہ خود خدا نے لیا تھا‘‘

(بہارِ نو ۔ قیامت موجود ۔ ص۔222(

اگر اسلام کے ساتھ بھی وہی ہوا جو پہلے ادیان کے ساتھ ہوا تھا تو اس کا علاج تو نئے نبی کے ذریعہ کیا جاتا تھا۔ اسلام کے بعد مرض تو ختم نہیں ہوا لیکن نبوت ختم کرکے مرض لاعلاج بنادیا گیا۔

صداقتِ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

[28:87] وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْۤا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ‌ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّـلْكٰفِرِيْنَ‏﻿﻿

And thou didst never expect that the Book would be revealed to thee; but it is a mercy from thy Lord; so never be a helper of those who disbelieve.

[28:87] اور تُو کوئی خواہش نہیں رکھتا تھا کہ تجھے کتاب عطا کی جائے مگر (یہ) تیرے ربّ کی طرف سے بطور رحمت ہے۔ پس کافروں کا ہرگز مددگار نہ بن۔

’’میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہو۔ مجھے اس بات کی ہرگز تمنّا نہ تھی۔ میں پوشیدگی کے حجرہ میں تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور نہ مجھے یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے شناخت کرے۔ اس نے گوشہٗ تنہائی سے مجھے جبرًا نکالا۔ میں نے چاہا کہ میں پوشیدہ رہوں اور پوشیدہ مروں۔ مگر اس نے کہا کہ میں تجھے تمام دنیا میں عزّت کے ساتھ شہرت دوں گا۔پس یہ اس خدا سے پوچھو کہ ایسا تو نے کیوں کیا؟ میرا اس میں کیا قصور ہے۔‘‘ (حقیقۃ الوحی ص۔۱۴۹)

[6:113] وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِىٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِىْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا‌ؕ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ‌ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ‏

And in like manner have We made for every Prophet an enemy, evil ones from among men and Jinn. They suggest one to another gilded speech in order to deceive — and if thy Lord had *enforced* His will, they would not have done it; so leave them alone with that which they fabricate —

[6:113] اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے جن و اِنس کے شیطانوں کو دشمن بنا دیا۔ ان میں سے بعض بعض کی طرف ملمّع کی ہوئی باتیں دھوکہ دیتے ہوئے وحی کرتے ہیں۔ اور اگر تیرا ربّ چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے۔ پس تُو ان کو چھوڑ دے اور اُسے بھی جو وہ اِفترا کرتے ہیں۔

کسی نبی کی صداقت کی ایک یہ بھی دلیل ہے کہ شیطان صفت لوگ اس کے دشمن ہوا کرتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ شیطان صفت لوگ جس کے بھی دشمن ہو وہ خودبخود نبی بن جائے گا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو بھی سچّا نبی ہوگا شیطان صفت لوگ اس کے دشمن ہوں گے۔ یہی سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیل ہے کہ وہ گروہ جسے قوم نے متفقہ طور پر شیطان صفت قرار دے رکھا ہے یعنی ملّا، اور جس کی مذمت صوفیاء، دانشور اور خود علماء کرتے ہیں وہ احمدیت کا سخت مخالف ہے۔

’’۔۔۔میرے نزدیک انکارِ ختمِ نبوّت کا فتنہ امّت کے لئے بڑا خطرناک ہے۔چونکہ میں اس مسئلہ پر قرآنِ خالص کی روشنی میں گفتگو کرتا ہوں، روایات میں نہیں الجھتا۔اس لئے فریقِ مقابل کے پاس میرے دلائل کا کوئی جواب نہیں ہوتا۔‘‘ (ختم نبوّت اور تحریک احمدیت ۔ پہلا باب ’پس منظر‘ ص۔۳(

قرآنِ خالص ایک بالکل نئی اصطلاح ہے جسے پرویز صاحب نے ایجاد کیا ہے۔ کیا قرآنِ خالص کے مقابل پر کوئی ناخالص قرآن بھی ہے؟ کیا ختم نبوّت کے پرویزی نقطہ نظر کے دلائل ، جن کا جواب فریقِ مقابل کے پاس نہیں ہوتا، خالص قرآنی دلائل ہیں جو قرآنِ خالص سے لئے گئے ہیں۔